معذروں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا رویہ

The Prophet's dealings with excusers

DOI: https://zenodo.org/records/10706862

** Muhammad Abbas*
*** Dr.Saira Gul*
**** Dr.samiul haq*

Abstract:

Allah Ta'ala has given me the opportunity to write on the subject of the Holy Prophet's dealings with the disabled in the light of the Qur'an and the blessed Ahadith, and I have reached many conclusions through it.

Definition of Disability: People who are deprived of any organ or any part of the body or the basic principle of physical health are called disabled. Disability can be mental or physical and can be congenital or accidental. A person is said to be in any way lacking from a normal person, whether in walking or hearing or speaking. This person should be gentle in the teachings of Islam and should be taken care of. If necessary, get education and meet the expenses of the government, as it happened that Umar Radiyallahu took care of the expenses of the disabled Companions Radiyallahu Anhu. That is, whatever the needs of life should be met for the disabled person, and this education was given to us by the Holy Prophet, peace be upon him, just as the Holy Prophet, peace be upon him, took care of Abdullah Ibn Umm Maktoum. Biography books are full.

Keyword: *light of the Qur'an and the blessed Ahadith, Biography books. Abdullah Ibn Umm Maktoum*

تعارف:

اس آرٹیکل میں راقم نے "معذور" کی تعریف: انسانی بدن کو ایسی چیز عارض ہونا جن سے اس کے مزاج اور اعتدال میں فرق ہو اور اس کا کارکردگی اس کی وجہ سے متاثر ہوا سے معذور کہتے ہیں۔ اور معذور شخص کے ساتھ حضور پاک ﷺ کا رویہ کیا تھا اور اس میں ہمارے کیا حکم ہے معذور کے ساتھ معاملات کرنے میں یا اسکی کفالت کے بارے ان سب کو راقم نے ذکر کیا ہے۔

....

*M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar
**Lecturer of Islamic Studies GGDC, Urmar Peshawar
***Assistant Professor SBB University Sheringal Dir Upper

لغت میں معذور:

لغت: مادہ، ع، ذ، ر، عذر، یعذر، عذرا، فھو عاذر، ولمفعول: فذاك معذور، اس کا معنی عذر رکھنے والا شخص ہے۔ یعنی دماغی یا جسمانی بندش رکھنے والا اور عارضہ رکھنے والا فرد عربی لغت کے اعتبار سے اس لفظ کا اطلاق صرف دماغی اور جسمانی عیب پر نہیں ہوتا بلکہ یہ لفظ آپنے لغوی مفہوم میں معنوی وسعت اور عمومیت رکھتا ہے۔[1]

معذوری کی اصطلاحی تعریف و مفہوم:

پہلی تعریف: انسانی جسم میں کسی بھی عضو یا جسم کے کسی بھی حصے یا جسمانی صحت کی بنیادی اصول سے محرومی کے حامل افراد معذور کہلاتے ہیں معذوری ذہنی بھی ہو سکتی ہے اور جسمانی بھی اور پیدائشی بھی ہو سکتی ہے اور حادثاتی بھی۔

دوسری تعریف: انسانی بدن کو ایسی چیز عارض ہونا جن سے اس کے مزاج اور اعتدال میں فرق ہو اور اس کا کارگردگی اس کی وجہ سے متاثر ہو اسے معذور کہتے ہیں۔[2]

اسی طرح جسمانی عارضہ یا پیدائشی نقص جو انسان کی حواس احساسات، سماعت، بصارت اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اس حد تک متاثر کردے کہ انسان کے لیے آپنی وجود کو قائم رکھنا مشکل ہو جائے تو اسے معذوریت سی تعبیر کیا جائے گا۔

معذوری کی اقسام: ماہرین معذوری کے تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔

1: جسمانی معذوری:

جسمانی معذوری سے مراد انسان کے جسم میں ایسا نقص، زخم یا عیب ہو جو انسانی زندگی کے معمولات سرانجام دینے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہو۔

2: ابلاغی معذوری:

قوتِ گویائی یا سماعت میں کمی یا مکمل طور پر اس صلاحیت کا نہ ہونا ابلاغی معذوری کہلاتا ہے۔

3: دماغی معذوری:

معذوری کی یہ قسم مذکورہ تینوں اقسام میں سب سے زیادہ خطرناک تصور کی جاتی ہے۔ دماغی معذوری آپنی شدت میں کم یا زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ مکمل ذہنی پسماندگی یا دماغی صلاحیتوں کا متاثر ہونا بھی دماغی معذوری میں شامل ہے۔ بعض ممالک میں ایسے بچوں کو پاگل قرار دے دیا جاتا ہے۔ دماغی طور پر معذور افراد کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ دماغی طور پر معذور افراد بظاہر نارمل ہی کیوں نہ نظر آ رہے ہوں، لیکن وہ سوچنے پر مکمل طور پر قادر نہیں ہوتے۔ بعض دماغی امراض کینسر، شوگر اور بلڈ پریشر جیسی موزی امراض سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔ دماغی امراض اکثر

اوقات بچپن سے لاحق ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ اس کا سبب زندگی میں پیش آنے والے تلخ حادثات اور واقعات بھی بن جاتے ہیں بہر حال ایسی کسی بھی صورت میں اگر بروقت کسی اچھے معالج سے اس کا علاج کروایا جائے تو شفایابی ممکن ہے ورنہ دوسری صورت میں ایسے افراد معاشرے اور دھرتی پر بوجھ بن کر رہ جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ معذوروں کے ساتھ:

معذور افراد کے حقوق:

معذور افراد انسانی معاشرے کا وہ حصہ ہیں جو عام افراد کی نسبت زیادہ توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ عصر حاضر میں معذور افراد کے حقوق کے لیے جو کوششیں ہو رہی ہیں ان سے کہیں زیادہ اسلام نے چودہ سو سال قبل معذور افراد کے لیے، ان کے حقوق کے تحفظ اور نگہداشت کا اہتمام کیا۔ معذور افراد کی بحالی، تعلیم اور روزگار وغیرہ خصوصی حقوق ہیں۔ خصوصی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جو معذور افراد کو ضروریات کی بناء پر حاصل ہوتے ہیں، وجہ حقوق اگر صرف معذوری ہو تو وہ حق نہیں ہوتا بلکہ رحم کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ فطرت نے آپ کے دل میں جو درد انسانیت رکھا ہے اس بناء پر آپ کسی سے اچھا برتاؤ کریں۔ یہ ہر انسان کے آپنے اختیار میں ہوتا ہے کہ وہ کسی سے ایسا برتاؤ کرے یا نہ کرے۔ مگر حق وہ ہوتا ہے جس کے ادا کرنے پر وہ مجبور ہو۔ لہٰذا معذور افراد کی جو ضروریات ہیں ان کی بنیاد رحم و کرم پر نہیں بلکہ وہ ان کے حقیقی حقوق ہیں۔ کوئی بھی مہذب معاشرہ معذور افراد کو نظر انداز کرنے یا انہیں معاشرے میں قابل احترام مقام نہ دینے کا درس نہیں دے سکتا۔ اسلام احترام انسانیت کا علمبر دار دین ہے۔ چونکہ معذور افراد معاشرے میں آپنی شناخت اور وقار کے لیے خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں، اس لیے اسلام نے اس بارے میں بھی خصوصی تعلیمات دی ہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ وہ تمام حقوق جو معاشرے کے عام افراد کو میسر ہوتے ہیں، معذور افراد بھی برابری کی بنیاد پر ان حقوق کے مستحق ہوتے ہیں۔ تاہم معذور افراد کو معاشرے کے عام لوگوں کے علاوہ اسلام نے کچھ خصوصی حقوق بھی عطا کیے ہیں، معذور افراد کی قوتوں اور صلاحیتوں کو مناسب انداز میں بروئے کار لاتے ہوئے انہیں معاشرے کا کارآمد جزو بنایا جائے۔ معذور افراد کی نگہداشت اور بحالی کے حوالے سے جو اسلامی تعلیمات، افکار اور خدمات ہیں، ان کا مختصر خاکہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

معذور کے لئے خصوصی توجہ کا حق:

اسلام نے زندگی کے معاملات میں ہر فرد کو بلا تمیز رنگ و نسل یا سماجی مرتبہ کے مساوی حیثیت عطا کی ہے یہ عام معاشرتی رویہ ہے کہ معذور افراد کو زندگی کے عام معاملات اور میل جول میں نظر انداز کرنے کی روش اختیار کی جاتی

ہے۔قرآن کریم نے اس روش کی مذمت کرتے ہوئے نفس انسانیت کو عزت ووقار کا مستحق قرار دیا ہے۔اسلام نے اسلامی نظام زندگی میں معذور زندگی کی حیثیت آپنے آغاز میں ہی طے کردی تھی۔سورۃ عبس اسلام کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی،اس سورت کی ابتدائی آیات معذور افراد سے متعلق ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ دعوت دین کے پیش نظر ہر وہ آدمی اہم ہے جو طلب حق رکھتا ہو،خواہ وہ اندھا،لنگڑا یا لولا ہی کیوں نہ ہو۔سورت عبس کی ابتدائی آیات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام آپنے دامن میں معذور افراد کی زندگی کو کس قدر اہمیت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے؟

اسلامی نظام حیات ایک عمارت ہے جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے ختم نبوت کو ایک عمارت سے تشبیہ دی ہے۔اس عمارت کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے تیار کیا اور حضور ﷺ نے اس نقشہ کے مطابق عمارت کو تیار کیا۔اس عمارت کی تعمیر کے لیے نبی کریم ﷺ کو سریا،سیمنٹ اور ریت وغیرہ کی ضرورت تھی اور یہ چیزیں آپ ﷺ کے پاس امانت،دیانت،عدل،ایثار،ایفائے عہد،صداقت اور ادائے حقوق کی صورت میں موجود تھیں لیکن ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے پختہ اینٹوں (مضبوط ایمان والے لوگوں) کی ضرورت تھی تاکہ عدل وانصاف پر مبنی اسلامی نظام حیات کی عمارت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔ان پختہ اینٹوں کی تلاش میں نبی کریم ﷺ نے کوشش شروع کردی اور آپ کی بہت زیادہ خواہش تھی کہ مکہ کر سردار اسلام لے آئیں تو اسلام کی عمارت کو پختہ اینٹیں میسر آجائیں گی۔لیکن مکہ کے سرداروں کا رویہ متکبرانہ تھا وہ نہ صرف آپ ﷺ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے بلکہ جو لوگ اسلام کو دعوت کو قبول کرلیتے وہ انہیں بھی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور کہتے کہ یہ کیسا دین ہے؟ جس کے ماننے والے غریب،کمزور،نابینے اور لولے لنگڑے افراد ہیں۔پیغمبر ﷺ نے اخلاص پر مبنی اسلام کی دعوت دینے کے لیے مکہ کے سرداروں کے لیے ایک نشست کا اہتمام کیا،عین اسی وقت جب آپ ﷺ سرداروں کو دعوت دے رہے تھے تو ایک نابینے صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے کچھ پوچھنا چاہا۔رسول اللہ ﷺ کو حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی مداخلت ناگوار گزری اور آپ ﷺ نے آپنا چہرہ مبارک ان سے موڑ لیا آپ ﷺ کا خیال تھا کہ میں اس وقت جن لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہا ہوں،اگر ان میں سے کوئی ایک شخص بھی ہدایت پا گیا تو اسلام کی تقویت کا سبب بن سکتا ہے۔بخلاف حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کے جو ایک نابینے آدمی ہیں،اس لیے ان کو اس موقع پر مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی ۔ اس لیے آپ ﷺ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں:

عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّى وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّى وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى وَهُوَ يَخْشَى فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّى كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ۔[3]

ترجمہ: وہ(پیغبر علیہ السلام) ترش رو ہوئے اور آپنا چہرہ مبارک موڑ لیا۔(صرف اس لئے) کہ آپ ﷺ کے پاس ایک نابینا آیا (جس نے آپ ﷺ کی بات کو ٹوکا) اور آپ کو کیا خبر شاید وہ (آپ کی توجہ سے مزید) سنور جاتا یا آپ کی نصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی۔ جو شخص بے پروائی کرتا ہے اس کی طرف تو آپ پوری توجہ کرتے ہو۔ حالانکہ اس کے نہ سنورنے سے آپ پر کوئی الزام نہیں۔ جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈر بھی رہا ہے تو اس سے آپ بے رخی برتتے ہیں یہ ٹھیک نہیں, قرآن تو نصیحت کی چیز ہے جو چاہے اس سے نصیحت لے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام جہان اور جملہ مخلوقات پر رحمت اور شفقت: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر جنگ احد کے دن سے بھی سخت کوئی دن آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری قوم سے بڑی تکلیفی پہنچی ہیں اور مجھ پر سب سے سخت دن یوم عقبہ کا تھا جب میں نے خود کو (بطور نبی) ابن عبد یا ہیل ابن عبد کلال پر پیش کیا۔ تو اس نے میری بات نہ مانی میں طائف سے واپس چلا آیا اور پریشانی کے آثار میرے چہرے سے عیاں تھے۔ چلتے چلتے اچانک میں نے دیکھا تو میں نے قرن --- میں تھا۔ میں نے سر اٹھایا تو بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ مگن تھا تو میں نے اس کے اندر جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا اس نے مجھے ندادی اور عرض کیا، بے شک اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ آپ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا ہے لہذا آپ کے خدمت میں پہاڑوں پر مامور فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ اسے کافروں کے متعلق جو چاہے حکم فرمائیں ۔پھر پہاڑوں" قال عبد الله: كأني أنظر إلى النبي صلى الله عليه وسلم، يحكي نبيا من الأنبياء، ضربه قومه فأدموه، وهو يمسح الدم عن وجهه ويقول: «اللهم اغفر لقومي فإنهم لا يعلمون"4

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے رحیم کریم تھے۔ پہاڑ پر مامور فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام عرض کیا اور کہا جاؤ اللہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے اگر آب چاہے تو میں (اخشیش پہاڑ) کو اٹھا کر ان کے اوپر رکھ دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی ان کی اصلاب (نسلوں) سے لوگ پیدا فرمائے گا جو خدا واحد کے عبادت کرے گی اور کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

" أن عائشة رضي الله عنها، زوج النبي صلى الله عليه وسلم، حدثته أنها قالت للنبي صلى الله عليه وسلم: هل أتى عليك يوم كان أشد من يوم أحد، قال: " لقد لقيت من قومك ما لقيت، وكان أشد ما لقيت منهم يوم العقبة،--- فناداني ملك الجبال فسلم علي، ثم قال: يا محمد، فقال، ذلك فيما شئت، إن شئت أن أطبق عليهم الأخشبين؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: بل أرجو أن يخرج الله من أصلابهم من يعبد الله وحده، لا يشرك به شيئا "5

ایک صحابیِ رسول ﷺ ہیں جن کا نام عبداللہ ابن مکتوم ہے وہ نابینا صحابی ہے جس کی شان میں اللہ رب العزت نے قران کریم کی سولہاں آیات نازل کی۔

تعارف ابن ام مکتوم:

یہ وہ عظیم مرتب ہستی ہے جن کی باعث اللہ رب العزت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ آسمانوں کی بھی اوپر سے متنبہ کر دیا تھا یہ وہ خوش نصیب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کی شان میں جبرائیل امین اللہ رب العزت کے حکم سے آسمان سے وحی لے کر نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ ابن مکتوم مکی قریشی صحابی رسول ہے اور نبی کریم کے قریبی رشتہ داروں سے میں سے بھی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کی کنیت مشہور ہوئی کہاان کا اصلی نام چھپ گیا۔ چنانچہ ارباب سیر نے ان کے مختلف نام لکھے ہیں بعض عبداللہ لکھتے ہیں اور بعض عمرو بتاتے ہیں، بآپ کا نام متین تھا لیکن ماں کی نسبت سے ابن ام مکتوم مشہور ہوئے سلسلہ نسب یہ ہے۔

" عبد الله بن قيس زائدة بن الأصم بن هرم بن رواحة بن حجر بن عبد بن معيص ابن عامر بن لؤي القرشي العامري، المعروف بابن أم مكتوم. واختلف في اسمه فقيل: عبد الله، وقيل: عمرو، وهو الأكثر"[6]

واقعہ اسلام:

ابتدائی بعث میں سرزمین مکہ میں مشرف بااسلام ہوئے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ گو ظاہری انکھوں کی روشنی سے محروم تھے مگر چشم دل کھولتی تھی۔ اس لیے مکہ میں جیسی ہی اسلام قانون چمکا و کفر کی تاریکی سے باہر نکل آئے اور ذاتی نبوی سے ایک خاص قرب واختصاص حاصل ہو گیا۔

ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مکہ معظمہ کے چند بڑے سردار بیٹھے تھے مختلف روایات میں ان کے نام عتبہ ،شیبہ ،ابو جہل ،امیر ابن حلف ،ابی ابن حلف ، جیسے بدترین دشمنان اسلام کے نام ملتے ہیں۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اسلام قبول کرنے پر امادہ کرنے کی کوشش فرمارہے تھے اتنے میں ابن ام مکتوم نامی ایک نابینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے آپ ﷺ سے اسلام کے متعلق کچھ پوچھنا چاہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ مداخلت ناگوارا ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بے رخی بھرتی اس پر اللہ تعالی کی طرف سے سورت عبس نازل ہوئی" عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى"[7]

اس کے بعد حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ اللہ تعالی کی مخلصان طلب اور راہ حق کی سعی جستجو کو زیادہ اہمیت دین کی نشاندہی فرمائے۔ معذور افراد کس طرح کی توجہ اور معاشرتی مقام کے حقدار ہے اس کا اندازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرز عمل سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا جو بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بندے خدا دائیں ہاتھ سے کھا اس نے جواب دیا کہ وہ مشغول ہے آپ اگے بڑھ گئے جب دوبارہ گزرے تو پھر وہی فرمایا اور اس شخص نے پھر وہی جواب دیا جب تیسری بار آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو ٹوکا تو اس نے جواب دیا کہ موتہ کی لڑائی میں میرے دایاں ہاتھ کٹ گیا تھا یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ رونے لگے کہ تمہارے کپڑے کون دھوتا ہے اور تمہارے دیگر ضروریات کیسے پورے ہوتے ہیں تفصیلات معلوم ہونے پر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے ایک ملازم لگوادیا اسے ایک سواری دلوائی اور دیگر ضروریات زندگی بھی دلوائی۔

" عن أبي حنيفة، عن علي بن الأقمر، أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، مر برجل وهو يأكل بشماله وعمر يقوم على الناس وهم يأكلون، فقال له:كل بيمينك يا عبد الله، قال: إنها مشغولة، ثم مر به الثانية، فقال مثل ذلك، ثم مر به الثالثة فقال مثل ذلك، فقال: شغل ماذا؟ قال: قطعت يوم مؤتة، قال: ففزع عمر لذلك فقال:من يغسل ثيابك؟ من يدهن رأسك؟ من يقوم عليك؟ قال: فعدد عليه بمثل هذا، ثم أمر له بجارية وراحلة طعام ونفقة، قال: فقال الناس: جزى الله عمر عن رعيته خيرا"[8]

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ معذور افراد کی ضروریات کا خیال رکھنے میں کوتاہی اور سستی کی مرتکب نہ ہو۔

معذور کے لئے معاشرتی ذمہ داریوں سے استثنا کا حق:

جہاد کی اہمیت وفضیلت سے کون اگاہ نہیں بعض اکابرین کے نزدیک جہاد اسلام کا چھٹا رکن ہے اللہ تبارک وتعالی نے قران کریم میں جہاد کے بارے میں واضح احکامات صادر فرمائی ہے اغاز اسلام میں جب کفار نے مسلمانوں کی زندگی اجیرا اور جنگ مسلط کردی تو اللہ تعالی نے مسلمانوں پر جہاد کی فرضیت کا حکم جاری کیا اسی اثنا میں جو لوگ آپاہج اور صاحب عذر تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے کیا حکم ہے اس پر حکم ربانی ایا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم صاحب عذر اصحاب سے کہہ دے کہ اللہ تعالی نے ان کی اجازت فرمائی۔

اس پر امام ابوداودؒ نے آپنے کتاب ابواداود نے ایک باب منعقد کیا ہے،

" عن زيد بن ثابت قال: كنت إلى جنب رسول ﷺفغشيته السكينة، فوقعت فخذ رسول الله ﷺ على فخذي، فما وجدت ثقل شيء أثقل من فخذ رسول الله ﷺ، ثم سري عنه، فقال: «اكتب» فكتبت في كتف:--- فقال رسول الله ﷺ: {غير أولي الضرر} [النساء: 95] الآية كلها، قال زيد: فأنزلها الله وحدها، فألحقتها، والذي نفسي بيده لكأني أنظر إلى ملحقها عند صدع في كتف"[9]

اسی طرح صاحب عذر کے لیے جہاں جہاد میں شریک ہونا ضروری نہیں وہ جنگ کے دوران ان پر حملہ اور نہ ہونے کا بھی حکم دیا گیا ہے حضرت عمر ابن جموعہ رضی اللہ تعالی عنہ جو سب انصار کے بعد اسلام لائے وہ ایک ہاتھ سے لنگڑے تھے جب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو غزوہ بدر میں شریک ہونے اور اللہ کی راہ میں جہاد کی تبلیغ فرمائی تو وہ جنگ میں شامل ہونے کے لیے تیار ہو گئے مگر انہیں ان کی بیٹوں نے جانے سے منع کر دیا پھر جنگ احد کا موقع آیا تو انہوں نے اس بار بھی جہاد میں شرکت کا قوی ارادہ کر لیا مگر ان کے بیٹوں نے اس بار بھی انہیں جنگ میں شمولیت سے منع کیا اور ارادہ ترک کرنے کی ترغیب دی مگر انہوں نے آپنے بیٹوں کے بات نہ مانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ اگر میرے بیٹے جنگ میں شریک ہو سکتے ہیں تو میں بھی ضرور جاؤں گا خدا کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ میں شہید ہو کر آپنے لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے معذوری کی وجہ سے تم پر جہاد فرض نہیں ہے یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے چوٹ ہے حضرت عمر ابن جموعہ رضی اللہ عنہ نے جہاد میں شرکت کے لیے آپنے خلوص اور جذبے کا والہانہ اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جہاد میں شریک ہونے کی اجازت مرمت فرمادی اور وہ اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

" وقال ابن الكلبي: كان عمرو بن الجموح آخر الأنصار إسلاما، ولما ندب رسول ﷺ الناس إلى بدر، أراد الخروج معهم، فمنعه بنوه بأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم لشدة عرجه. فلما كان يوم أحد قال لبنيه: منعتموني الخروج إلى بدر، فلا تمنعوني الخروج إلى أحد! فقالوا: إن الله قد عذرك. فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله، إن بني يريدون أن يحبسوني عن هذا الوجه والخروج معك فيه، والله إني لأرجو أن أطأ بعرجتي هذه في الجنة! فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أما أنت فقد عذرك الله، ولا جهاد عليك، وقال لبنيه: لا عليكم أن لا تمنعوه، لعل الله أن يرزقه الشهادة. الخ"[10]

معذور کے لئے سیاسی حق:

اسلام معذور افراد کو ملکی تعمیر وترقی اور نظم سیاست میں آپنا کردار ادا کرنے کے لیے سیاسی طور پر بحال دیکھنا چاہتا ہے۔اسلام کی لازوال اور ابدی تعلیمات کی روشنی میں یہ بحالی کا نتیجہ ہی تھا کہ معذور افراد ریاست مدینہ کی تعمیر وترقی اور نظم حکومت میں معذور صحابہ کرام روشن اور مثالی کردار ادا کرنے کے قابل ہوگئے جو جدید ترقی یافتہ اقوام کے لیے ایک بنیادی کردار اور مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ایک نابینے صحابی تھے نبی کریم ﷺ نے آپنی عدم موجودگی میں انہیں ریاست مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔

عَنْ أَنَسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ مَرَّتَيْنِ۔[11]

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دومرتبہ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کو مدینہ کا نائب مقرر کیا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ نے نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ سے عدم موجودگی کے دوران مسجد نبوی ﷺ کی امامت کے فرائض بھی انجام دیے،کیونکہ عہد اسلامی میں جس شخص کے پاس نیابت وخلافت ہوتی تھی ،امامت کا منصب بھی اسی کے پاس ہوتا تھا۔

معذورافراد کی بہتری کے لیے دعا کرنا:

دیگر حقوق کی طرح معذور افراد کا یہ بھی ایک حق ہے کہ ان کی بہتری کے لیے دعا کی جائے جب کوئی معذور شخص آپ ﷺ خدمت میں حاضر ہو کر معذوری سے چھٹکارہ پانے کی درخواست کرتا تو آپ ﷺ اس کے لیے دعا فرماتے۔

" عن عثمان بن حنيف، أن رجلا ضرير البصر أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ادع الله لي أن يعافيني فقال: «إن شئت أخرت لك وهو خير، وإن شئت دعوت» فقال: ادعه، فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوءه، ويصلي ركعتين، ويدعو بهذا الدعاء: «اللهم إني أسألك، وأتوجه إليك بمحمد نبي الرحمة، يا محمد إني قد توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضى، اللهم فشفعه في» . قال أبو إسحاق: هذا حديث صحيح"[12]

خریداور فروخت میں معذور کے لئے رعایت:

" قال: سمعت ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رجل للنبي صلى الله عليه وسلم: إني أخدع في البيوع، فقال: " إذا بايعت فقل: لا خلابة " فكان الرجل يقوله"[13]

ترجمہ: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں بیچنے میں دھوکہ کھاجاتا ہوں، توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم بیچو تو کہو: ہمارے ساتھ دھوکہ نہ کرو۔“ تووہ صحابی رضی اللہ عنہ یہی الفاظ کہتے تھے۔

تشریح:

یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کو سر پر زخم کی وجہ سے دماغ میں کمزوری آگئی تھی جس کی وجہ سے بار بار بیع وشراء میں دھوکہ کھاجاتا تھاتو رسول اکرم ﷺ نے اسے تین دن کی خیاردی، کہ جس سے بھی کوئی چیز خرید ناچاہوں تو اسے کہو کہ مجھے تین دن کی مہلت دے دو،تو اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اور نبی کریم ﷺ کو کتنا خیال تھاانسانوں کا خاص کر مسلمانوں اور معذور لوگوں کا۔

" إن الذي جعل له رسول الله صلى الله عليه وسلم الخيار هو ابنه حبان بن منقذ.--- أصابته آفة في رأسه فكسرت لسانه، ونازعت عقله، وكان لا يدع التجارة، ولا يزال يغبن. فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال:إذا بعت فقل لا خلابة، وأنت في كل سلعة تبيعها بالخيار ثلاث ليال. وعاش ثلاثين ومائة سنة، وكان في زمن عثمان حين كثر الناس يبتاع في السوق فيغبن فيصير إلى أهله فيلومونه فيرده الخ"[14]

خلاصہ بحث:

اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں معذوروں کے ساتھ حضور پاک ﷺ کا رویہ کے موضوع پر لکھنے کی توفیق بخشی ہے اور میں اس کے زریعے کئی نتائج تک پہنچا ہوں۔

معذور کی تعریف: انسانی جسم میں کسی بھی عضو یا جسم کے کسی بھی حصے یا جسمانی صحت کی بنیادی اصول سے محرومی کے حامل افراد معذور کہلاتے ہیں معذوری ذہنی بھی ہو سکتی ہے اور جسمانی بھی اور پیدائشی بھی ہو سکتی ہے اور حادثاتی بھی۔یعنی معذور ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں عام آدمی سے کسی بھی طرح کی موجود خواہ، چلنے پھیرنے میں یا سننے میں یا بولنے میں۔اس آدمی کے اسلام کے تعلیمات میں نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے اور اسکا ہر طرح خیال رکھنا چاہیئے ،اگر اسکو کفالت کی ضرورت ہو تو حکومت وقت پر لازم ہیں کہ اس معذور آدمی کا خیال رکھے اسی تعلیم کی ضرورت ہو تو اس پر تعلیم حاصل کریں اور اخراجات حکومت وقت پورا کریں جیسا کہ آپر گزر گیا کہ عمر رضی اللہ نے معذور صحابی رضی اللہ عنہ کی کفالت کی اخراجات اٹھائی۔یعنی جو بھی زندگی کی ضروریات ہو وہ پورا کیا جائے معذور آدمی کا اور یہی تعلیم ہمیں حضور پاک ﷺ سے ملا ہیں جس طرح نبی پاک ﷺ نے عبداللہ ابن ام مکتوم کا خیال رکھا اس سے سیرت کی کتب بھری ہوئی ہیں۔

حواشی

[1]- د أحمد مختار عبد الحميد عمر (المتوفى: 1424هـ) الكتاب: معجم اللغة العربية المعاصرة، ع،ذ،ر، بمساعدة فريق عمل، ج2/ص1474،الناشر: عالم الكتب،الطبعة: الأولى، 1429 هـ - 2008 م

Dr. Ahmed Mukhtar Abdel Hamid Omar (deceased: 1424 AH) Book: Dictionary of the Contemporary Arabic Language, A, D, D, with the help of a work team, vol. 2 / p. 1474, publisher: Alam Al-Kutub, first edition, 1429 AH - 2008 AD

[2]- الدكتور سعدي أبو حبيب، الكتاب: الكتاب: القاموس الفقهي لغة واصطلاحا، ع،ذ،ر، ج1/ص224،الناشر: دار الفكر. دمشق – سورية،الطبعة: الثانية 1408 هـ = 1988 م،تصوير: 1993 م

Dr. Saadi Abu Habib, Al-Kitab: Al-Kitab: The Jurisprudential Dictionary of Language and Terminology, A, D, R, vol. 1/p. 224, Publisher: Dar Al-Fikr. Damascus - Syria, second edition 1408 AH = 1988 AD, photographed: 1993 AD

[3]-سورت عبس:1-

Surah Abs:1.

[4]- محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي(م156ه) الكتاب: صحيح البخاري،کتاب آحادیث الانبیاء،باب حدیث الغار،المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ج4/ص175،الرقم3477،الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)

Muhammad bin Ismail Abu Abdullah Al-Bukhari Al-Jaafi (AD 156 AH), Book: Sahih Al-Bukhari, Book of Hadiths of the Prophets, Chapter on the Hadith of Al-Ghar, Editor: Muhammad Zuhair bin Nasser Al-Nasser, vol. 4/p. 175, No. 3477, Publisher: Dar Touq Al-Najat (photocopied from Al-Sultaniyah with the addition of Muhammad's numbering Fouad Abdel Baqi)

[5]- محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي(م156ه) الكتاب: صحيح البخاري،کتاب بدأ الخلق،باب اذا قال احدکم آمین الخ، ج4/ص115،الرقم3231-

M- bin Ismail Abu Abdullah Al-Bukhari Al-Jaafi (AD 156 AH) Book: Sahih Al-Bukhari, The Book of the Beginning of Creation, Chapter: If One of You Says, "Amen," etc., vol. 4/p. 115, No. 3231.

[6]- أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630هـ) الكتاب: أسد الغابة،عبدالله بن قیس الأشعری، ج3/ص263،الناشر: دار الفكر – بيروت،عام النشر: 1409هـ - 1989م

Abu Al-Hasan Ali bin Abi Al-Karam Muhammad bin Muhammad bin Abdul Karim bin Abdul Wahed Al-Shaybani Al-Jazari, Izz Al-Din Ibn Al-Atheer (deceased: 630 AH), book: Lion of the Jungle, Abdullah bin Qais Al-Ash'ari, vol. 3 / p. 263, publisher: Dar Al-Fikr - Beirut, year of publication : 1409 AH - 1989

[7]-سورت عبس:3،2،1-

Surah Abs: 1,2,3.

[8]- أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم بن حبيب بن سعد بن حبتة الأنصاري (المتوفى: 182هـ) الكتاب: الآثار،باب العزوالجیش،ص208،المحقق: أبو الوفا،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت -

Abu Yusuf Yaqoub bin Ibrahim bin Habib bin Saad bin Habta Al-Ansari (182 AH) Book: Al-Athar, Bab Al-Izz and the Army, p. 208, Editor: Abu Al-Wafa, Publisher: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya - Beirut.

9- أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ) الكتاب: سنن أبي داود،كتاب الجهاد،باب فی الرخصة فی وعود من العذر،ج3/ص11/الرقم2507،المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد،الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت

Abu Dawud Suleiman bin Al-Ash'ath bin Ishaq bin Bashir bin Shaddad bin Amr Al-Azdi Al-Sijistani (deceased: 275 AH) Book: Sunan Abi Dawud, The Book of Jihad, Chapter on the License in Promises of Excuse, vol. 3 / p. 11 / No. 2507, investigator: Muhammad Muhyiddin Abd al-Hamid Publisher: Modern Library, Sidon - Beirut

10- أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630هـ) الكتاب: أسد الغابة،عمرو بن جموح،ج3/ص705،رقم الاسم3885،الناشر: دار الفكر – بيروت،عام النشر: 1409هـ - 1989م

Abu Al-Hasan Ali bin Abi Al-Karam Muhammad bin Muhammad bin Abdul-Karim bin Abdul-Wahid Al-Shaybani Al-Jazari, Izz Al-Din Ibn Al-Atheer (deceased: 630 AH), book: Lion of the Jungle, Amr bin Jamuh, vol. 3 / p. 705, name number 3885, publisher: Dar Al-Fikr - Beirut, 1409 AH - 1989 AD

11- السجستانی، ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی،سنن ابو داؤد، المکتبہ العصریہ، بیروت،كِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ،بَابٌ فِي الضَّرِيرِيُوَلَّى،رقم الحدیث2931،ج3،ص131

Al-Sijistani, Abu Dawud Suleiman bin Al-Ash'ath bin Ishaq bin Bashir bin Shaddad bin Amr Al-Azdi, Sunan Abu Dawud, Al-Muktabah Al-Asriya, Beirut, Book of Taxes, Principalities and Fay', Chapter on the Dharawily, Hadith No. 2931, Part 3, p. 131

12- ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی،سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیہ،بیروت،لبنان،سن اشاعت ندارد، كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا ،بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ ،رقم الحدیث1385،ج1،ص441

Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Dar Ihya' al-Kutub al-Arabiyya, Beirut, Lebanon, Sunan Isha'at Nadard, The Book of Establishing Prayer, and the Sunnah therein, Chapter on What is Concerned with the Hajj Prayer Ijah, Hadith No. 1385, vol. 1, p. 441

13- محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي(م256ھ) الكتاب: صحيح البخاري،کتاب فی القراض،باب ما ینهی عن اضاعة المال،ج3/ص120/الرقم2407،المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، 1422ھ

Muhammad bin Ismail Abu Abdullah Al-Bukhari Al-Jaafi (AD 256 AH) Book: Sahih Al-Bukhari, Book on Qirad, Chapter on What is Forbidden from Wasting Money,vol3/p120/No.2407,editor: Muhammad Zuhair bin Nasser Al-Nasser, publisher: Dar Touq Al-Najah (photocopied from Al-Sultaniya with the addition Numbering numbering Muhammad Fouad Abdel Baqi) Edition: First, 1422

14- أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463ھ) الكتاب: الاستيعاب في معرفة الأصحاب، (2500) منقذ بن عمرو المازني الأنصاري، مدني،ج4/ص1452،المحقق: علي محمد البجاوي،الناشر: دار الجيل، بيروت،الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 1992 م

Abu Omar Yusuf bin Abdullah bin Muhammad bin Abdul-Barr bin Asim al-Nimri al-Qurtubi (deceased: 463 AH) Book: Absorption in the Knowledge of Companions, (2500) Munqidh bin Amr al-

Mazni al-Ansari, Madani, vol. 4/p. 1452, editor: Ali Muhammad al-Bajjawi, publisher: Dar Al-Jeel, Beirut, first edition, 1412 AH - 1992 AD